REGD No. L.5254

- بسم اللہ الرحمن الرحیم -

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

- کی صحت کے متعلق اطلاع -

ربوہ ۲۷ نومبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے"۔ الحمدللہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں:

جلد ۴۵/۱۰ | ۲۸ نبوت ۱۳۳۵ ہش ۲۸ نومبر ۱۹۵۶ء | نمبر ۲۷۹

احمدیت کی صداقت کا ایک زبردست تائیدی نشان

غیر ممالک میں چار نئی جماعتوں کے قیام کے بعد فلپائن میں مزید ۲۷ افراد کا قبول اسلام

فسوف یاتی اللہ بقوم کا خدائی وعدہ نہایت شان سے پورا ہو رہا ہے

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲ نومبر ۱۹۵۶ء کے خطبہ جمعہ میں منافقین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:۔

"اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص تمہارے نظام دینی سے الگ ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسکے بدلہ میں تمہیں ایک قوم دے گا جو مومنوں کے ساتھ نہایت انکسار کا تعلق رکھنے والی اور کفار کی شرارتوں کا دلیری سے مقابلہ کرنے والی ہوگی .... چنانچہ اس فتنہ کے بعد بھی کوئی سو افراد تو اس ملک میں احمدیت میں داخل ہوئے اور دوسرا فضل اللہ تعالیٰ نے یہ کیا کہ غیر ممالک میں چار نئی جماعتیں قائم کر دیں جن میں سے دو جرمنی میں قائم ہوئی ہیں ایک فلپائن میں قائم ہوئی ہے۔ اور ایک سکنڈے نیویا میں نئی جماعت بنی ہے۔ سوئٹزرلینڈ سے بھی جو خبریں آرہی ہیں وہ خوشکن ہیں"

احباب جماعت کے لئے یہ خبر باعث مسرت اور ازدیاد ایمان کا موجب ہوگی کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مذکورۃ الصدر خطبہ فرمانے کے چند روز بعد ہی فلپائن سے یہ خوشکن اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے مزید ۲۷ افراد نے بیعت کر لی ہے۔ اور کئی اور افراد بیعت کے لئے تیار ہیں۔

فتنہ منافقین کے بعد فلپائن میں جماعت کو یہ عظیم الشان ترقی عطا فرما کر اللہ تعالیٰ نے یقیناً احمدیت کی صداقت کا ایک بہت بڑا تائیدی نشان ظاہر فرمایا ہے۔ اور جیسا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یہ امر اس بات کا عملی ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ کہ یا ایھا الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ جماعت احمدیہ کے حق میں بڑی شان سے پورا ہو رہا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسی خطبہ جمعہ میں اس حقیقت کو واضح کرتے ہوئے مزید فرمایا تھا کہ

"اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو وعدہ فرمایا تھا کہ یا ایھا الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ کہ اے مومنو اگر تم میں سے کوئی شخص تمہارے نظام دینی کو چھوڑ دے۔ تو اگر تم سچے مومن ہو تو تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں اگر وہ شخص جو تم سے الگ ہوا ہے وہ واقعہ میں تمہارے نظام سے جدا ہو گیا ہے۔ تو ہم اس کی جگہ پر تمہارے غیروں میں سے تمہیں ایک قوم دیں گے۔ وہ وعدہ بڑی شان سے پورا ہوا اور اس طرح یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ تم واقعہ میں مومن ہو۔ اور تم سے الگ ہونے والے واقعہ میں ایک سچے دینی نظام سے الگ ہوئے ہیں۔ کیونکہ وہ انکی جگہ ایک قوم لے آیا ہے۔ اور پھر یہ قوم بڑھتی چلی جائے گی۔ اور اتنی بڑھے گی کہ احمدیت دنیا کے کناروں تک پھیل جائے گی۔ اور جوں جوں خدا کے وعدے پورے ہونگے تمہیں اس کی برکتیں نصیب ہونگی۔"

(الفضل ۱۶ نومبر ۱۹۵۶ء)

سو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نصرتیں بارش کی طرح برس رہی ہیں۔ اور وہ قدم قدم پر اس امر کا عملی ثبوت دے رہا ہے کہ سلسلہ احمدیہ ایک خدائی سلسلہ ہے اور سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مصلح موعود اور خلیفہ برحق ہیں جو کوئی بھی حضور ایدہ اللہ کی اطاعت سے منہ موڑتا ہے۔ وہ الٰہی سلسلہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ کیونکہ ہر ایسے منہ موڑنے والے کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ ایک نئی قوم کو جماعت میں شامل کرتا چلا جائے گا۔ اور پھر ان قوموں کے بڑھنے اور پھیلنے سے احمدیت بھی ساری دنیا میں پھیل جائے گی۔ اور غلبۂ اسلام کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا:

(دفتر وکالت تبشیر)

شاہِ افغانستان کا عزم کراچی

کراچی ۲۶ نومبر۔ ایک قابل اعتماد ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ شاہ ظاہر شاہ والیٔ افغانستان تقریباً ایک ماہ تک پاکستان آئیں گے۔ ایک افغان ترجمان نے بتایا ابھی شاہ کے دورۂ پاکستان کی کوئی قطعی تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔ شاہ ظاہر شاہ کی آمد کے پروگرام کا دارومدار سردار داؤد خان اور مسٹر سہروردی کی بات چیت کے نتائج پر ہوگا۔ یاد رہے سکندر مرزا نے اپنے حالیہ دورۂ کابل کے دوران شاہ ظاہر شاہ کو پاکستان آنے کی دعوت دی تھی۔ جسے شاہ نے منظور کر لیا تھا۔

لیبیا برطانیہ سے معاہدے پر نظر ثانی کرے گا

طرابلس ۲۶ نومبر۔ لیبیا کے شاہ ادریس السنوسی نے آج یہاں ملک کی پہلی پارلیمنٹ کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ ہماری حکومت برطانیہ کے ساتھ دوستی کے معاہدے پر نظر ثانی کا مطالبہ کرے گی:

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۵۶ء

جلسہ سالانہ

اجتماع میں اللہ تعالیٰ نے بڑی برکات رکھی ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ "نماز باجماعت" کی اسلام میں اس قدر تاکید ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص نماز باجماعت ادا نہیں کرتا۔ میرا جی چاہتا ہے۔ کہ اس کے گھر کو آگ لگا دوں۔ نماز باجماعت کا حکم اپنے اپنے محلہ کی مسجد میں امام الصلوٰۃ کے پیچھے پڑھنے کے ساتھ مخصوص ہے۔ ہر جمعہ کو تمام قصبہ یا شہر کے مسلمانوں کی جامع مسجد میں جمع ہو کر نماز جمعہ ادا کرنے کی قرآن کریم میں خاص طور پر تاکید ہے۔ ایک بہت بڑے شہر میں جو دراصل کئی شہروں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ مختلف علاقوں میں نماز جمعہ کی صرف خاص حالات میں اجازت ہو سکتی ہے۔ پھر عیدین پر نہ صرف تمام شہر کے مسلمانوں کا ایک کھلی جگہ نماز ادا کرنے کا حکم ہے۔ بلکہ اردگرد کی آبادیوں کے رہنے والوں کے لئے بھی عیدگاہ میں نمازیں ادا کرنا ضروری ہے۔ پھر حج میں تو تمام دنیا کے صاحب استطاعت مسلمانوں کا جمع ہونا لازمی ہے۔

اجتماع کا یہ درجہ بدرجہ سلسلہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اجتماع مسلمین میں خاص برکات ہیں۔ اس میں روحانی اور مادی جو فوائد ہیں۔ وہ اظہر من الشمس ہیں۔ محلہ کے لوگوں کا ہر روز پانچ وقت ایک جگہ جمع ہونے میں اور فوائد کو چھوڑو۔ یہی فائدہ کیا کم ہے۔ کہ محلہ کے مسلمانوں میں باہم ارتباط کو تقویت پہنچتی ہے۔ ایک دوسرے کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔ اور کئی مسائل جو محلہ کی تنظیم اور بہبودی سے تعلق رکھتے ہیں۔ خاطر خواہ انجام پا سکتے ہیں۔ یہی فائدہ بڑے پیمانے پر ایک شہر کے رہنے والوں کو جمعہ کے اجتماع سے حاصل ہوتا ہے۔ اور پھر حج پر تمام دنیا کے نیک دل متقی مسلمانوں کا اکٹھا ہونا مسلمانوں کے بین الممالک اور بین الاقوامی تعلقات کو مضبوط اور مستحکم کرنے کے لئے ایک بڑا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اجتماع کا یہ ایک ادنیٰ دنیاوی فائدہ ہے۔ اگر تمام فوائد کی تفصیل لکھی جائے۔ تو کئی صفحات میں ختم ہوں۔ الغرض اسلام میں اجتماع کو بہت بڑی وقعت دی گئی ہے۔ اور نفسیاتی لحاظ سے بھی معاشرہ میں اجتماع کے عظیم فوائد ظاہر ہیں۔

دین اسلام نے جو اجتماع پر زور دیا ہے۔ تو اس کی وجہ صاف ہے۔ کہ باہم میل جول سے انسان تقویٰ اور روحانی مدارج میں بھی ترقی کرتا ہے۔ ایک مسلّمہ بات ہے۔ کہ انفرادی دعاؤں کی نسبت اجتماعی دعائیں زیادہ تاثیر رکھتی ہیں۔ اور جلد قبول ہوتی ہیں۔ نماز باجماعت کی تاکید اسی پر انحصار رکھتی ہے۔ کیونکہ نماز آخر دعاؤں کا مجموعہ ہی تو ہے۔ جو انسان اپنی دینی اور دنیوی ترقی کے لئے کرتا ہے۔ اور چونکہ انسان ایک معاشرتی ہستی ہے۔ اس لئے نماز میں اپنی ذات اپنے رشتہ داروں۔ عزیزوں اور تمام مسلمانوں کے لئے دعائیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح جمعہ اور حج میں اجتماعی دعاؤں کے لئے زیادہ سے زیادہ وسعت اور ان میں زیادہ سے زیادہ تاثیر پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ جلد سے جلد قبول ہوتی ہیں۔ اور انسان زیادہ سے زیادہ تقویٰ میں ترقی کا موقع حاصل کرتا ہے۔

انہی وجوہات کی بناء پر جماعت احمدیہ کے بانی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ شروع فرمایا۔ تاکہ تمام احمدی سال میں چند دن اکٹھے ہو کر اپنے لئے اور اسلام کی ترقی کے لئے اجتماعی دعائیں کریں۔ اور اجتماع کے دوسرے فوائد جو بے شمار ہیں حاصل کریں۔ یہ سالانہ اجتماع ۶۵ سال سے مرکز احمدیت قادیان دارالامان میں ہوتا چلا آیا ہے۔ اور اب آزادی کے بعد سے پاکستان میں ربوہ کے مقام پر بھی جو ہمارا نیا مرکز ہے۔ جس کی بنیاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے آج سے آٹھ سال پہلے ابراہیمی دعاؤں کے ساتھ رکھی۔ اللہ تعالےٰ کے رحم اور فضل کے ساتھ قائم ہوتا چلا آیا ہے۔ گویا ربوہ میں یہ آٹھواں اجتماع ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے ہر جلسہ شامل ہونے والوں کی تعداد اور اپنی شان و شوکت کے لحاظ سے پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہوتا ہے۔

بلحاظ ان فوائد کے جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جن کا حصول ہر احمدی کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ مرکز ربوہ کا یہ سالانہ اجتماع اپنی نوعیت کے لحاظ سے شاید آج دنیا میں سوا حج کے اجتماع کے سب سے عظیم سالانہ دینی اجتماع ہے۔ اس میں نہ صرف تمام پاکستان کے احمدی اور دنیا کے دوسرے علاقوں کے احمدی شامل ہوتے ہیں۔ بلکہ دین سے دلچسپی رکھنے والے غیر احمدی احباب بھی اپنے احمدی دوستوں کے ہمراہ یا بطور خود تشریف لاتے ہیں۔

اس اجتماع کی سب سے بڑی کشش سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جلسہ کے تین ایام میں ہر روز کی تقریر ہے۔ پہلے روز حضور اقدس مختصر افتتاحی تقریر فرماتے ہیں۔ دوسرے روز مختلف چیدہ چیدہ جماعتی اور اسلامی مسائل پر اور تیسرے دن آپ کی ایک طویل علمی تقریر ہوتی ہے۔ جو حقائق و عرفان سے پُر ہوتی ہے۔

دوسری عظیم الشان کشش وہ اجتماعی نمازیں ہیں۔ جو احباب اپنے امام وقت کی قیادت میں ادا کرتے ہیں۔ تیسری کشش تہجد کی نمازیں ہیں۔ جو اہل ایمان اپنے اس مقدس مرکز میں ادا کرنے کا موقع پاتے ہیں۔ چوتھی کشش اپنے دُور افتادہ بچھڑے ہوئے عزیزوں اور دوستوں سے ملاقات کا موقعہ ہاتھ آنا ہے۔ اور وہ بھی ایسی پُر تقدس اور متبرک فضا میں جو مومنین کے دلوں میں محبت اور خلوص کے جذبات کی نشوونما کے لئے نہایت موزوں ہوتی ہے۔ پانچویں کشش حضرت اماں جان ام المومنین رضی اللہ عنہا کے مزار پاک پر دعا ہے۔

چھٹی چیز جو مخلصین احباب جماعت کے لئے باعث ثواب بنتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ وہ اپنے غیر احمدی دوستوں کو اپنے ساتھ مرکز احمدیہ میں خاصکر ایسے موقعہ پر لاکر ان غلط فہمیوں کے ازالہ کا ذریعہ بنتے ہیں۔ جو مخالفین جماعت کے خلاف جھوٹے پراپیگنڈا سے پھیلاتے رہتے ہیں۔ اور اس کا اکثر نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ سعید روحیں حقیقت حال سے واقف ہو کر جماعت میں شمولیت اختیار کر لیتی ہیں۔ ورنہ کم از کم احمدیت کے متعلق ان کے بہت سے شکوک رفع ہو جاتے ہیں۔

اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ بہت سے سعید دل احباب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریروں اور تصانیف کے مطالعہ سے تو بالکل مطمئن ہوتے ہیں۔ اور احمدیت میں ایک نئی اسلامی زندگی محسوس کرتے ہیں۔ لیکن بعض وجوہات کی وجہ سے انہیں جماعت کی حقانیت کا عرفان نہیں ہوتا۔ اور مخالفین کے جھوٹے پراپیگنڈا کی وجہ سے جماعت کے عملی کاروبار سے صحیح طرح واقف نہیں ہو پاتے۔ لیکن جب وہ مرکز احمدیت میں آکر بچشم خود حالات کا معائنہ کرتے ہیں۔ تو ان کی چشم بصیرت سے پردے اٹھ جاتے ہیں۔ اور مخالفین کے جھوٹے پراپیگنڈا کا پول بھی کھل جاتا ہے۔

اس لئے احباب جماعت کا فرض ہے۔ کہ نہ صرف وہ خود زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ میں شامل ہوں۔ بلکہ اپنے ایسے دوستوں کو بھی ہمراہ لائیں۔ جو حق و صداقت معلوم کرنے کے شائق ہوں۔ اور جو اسلام کی ترقی کے لئے متفکر ہوں۔ اس سے احباب کا ثواب کئی گنے زیادہ ہو جائیگا۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کے حضور زیادہ سے زیادہ اجر کے مستحق قرار پائیں گے۔

درخواست ہائے دعا

(۱) خاکسار کی بیٹی عزیزہ امۃ الوہاب سلمہا اللہ ابھی تک ساملی سینی ٹوریم میں زیر علاج ہے۔ گو بفضلہٖ تعالیٰ حالت پہلے سے اچھی ہے۔ آخری ایکس رے کے نتیجہ میں جو اسی ماہ نومبر میں ہؤا ہے۔ ڈاکٹروں نے ابھی مزید ریسٹ کے لئے ٹھہرایا ہے۔ احباب کرام کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و رحم سے جلد تر کامل شفا عطا فرمائے۔ آمین۔ خاکسار قاضی محمد عبد اللہ ربوہ

(۲) مکرم قاضی عبد الرحمن صاحب سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کئی دنوں سے بیمار ہیں اور ٹیکے لگوا رہے ہیں۔ احباب قاضی صاحب موصوف کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(۳) میری اہلیہ ٹائیفائڈ بخار سے سخت بیمار ہے۔ بزرگان جماعت اور درویشان قادیان کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ حالت بہت کمزور ہو گئی ہے۔ اور گلے سے دوائی بھی نہیں اترتی۔ خاکسار عبد المجید سٹور کیپر نیلی بار کاٹن فیکٹری عارف والہ ضلع منٹگمری۔

(۴) خاکسار کی بڑی ہمشیرہ صاحبہ اور خالہ صاحبہ نواب شاہ میں بیمار ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد صحت عطا فرمائے۔ خاکسار منور احمد باجوہ جماعت دہم بی ربوہ۔

(۵) خاکسار کا بھائی عبد السمیع خاں ایک ماہ سے بیمار چلا آرہا ہے۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جلد شفا دے۔ مبارک احمد خاں جماعت ہشتم تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ

خطبہ جمعہ

کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ (آل عمران ع ۱۳)

(ترجمہ) اے مسلمانو! تم سب سے بہتر قوم ہو کیونکہ تمہیں ساری دنیا کی بھلائی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

یہ آیت ہر مسلمان کا فرض قرار دیتی ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے احکام کی پیروی کرتے ہوئے ہر پہلو سے بنی نوع انسان کی خدمت کرے

اگر تم اس فرض کو ادا نہیں کرتے تو پھر تم "خیر امۃ" کہلانے کے مستحق نہیں رہتے۔

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۵۶ء بمقام ربوہ

یہ خطبہ ابھی تک شائع نہیں ہوسکا تھا۔ اب صیغہ زود نویسی اس خطبہ کو اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل انچارج شعبہ زود نویسی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
یوں تو قرآن کریم سارے کا سارا ہی

معارف اور نکات

سے بھرا پڑا ہے۔ مگر اس کے بعض حصے ایسے ہیں۔ جن میں متعدد مضامین اس طرح پاس پاس آجاتے ہیں کہ حیرت آتی ہے۔ اور تعجب ہوتا ہے کہ تھوڑی سی جگہ میں کتنے اہم مضامین کو جمع کر دیا گیا ہے سورۃ آل عمران کا وہ رکوع جس کی ایک آیت میں اس وقت پڑھوں گا۔ وہ بھی ایسا ہی ہے۔ اس میں ایک طرف

مسلمانوں کی ذمہ واریاں

بیان کی گئی ہیں اور دوسری طرف اہل کتاب کی آئندہ ترقیات اور ان کے کاموں کی نوعیت بیان کی گئی ہے۔ پھر منافقوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اور کفار کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ غرض تمام قومیں جو اسلام کے ساتھ کچھ تعلق رکھتی تھیں۔ یا اس سے ٹکراتی تھیں۔ ان میں سے کسی کے حال کا اور کسی کے

مستقبل کا ذکر

اس جگہ کر دیا گیا ہے۔ اس طرح مختلف مضامین اس چھوٹی سی جگہ یعنے دس بارہ آیتوں میں ہی بیان کر دیئے گئے ہیں۔
اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔
کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تؤمنون باللہ ولو اٰمن اھل الکتاب لکان خیراً لھم منھم المومنون و اکثرھم الفٰسقون (آل عمران ع ۱۳)

اس آیت میں پہلے تو مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ تمہارے پیدا کرنے کی ضرورت کیا تھی۔ فرماتا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ تم دنیا کی تمام قوموں میں سے بہتر قوم ہو۔ اس لئے کہ کوئی قوم دنیا میں ایسی نہیں جو تمام بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے کھڑی ہوئی ہو۔ لیکن تم ایسی قوم ہو کہ اخرجت للناس تم کو

ساری دنیا کی بھلائی

اور فائدہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ باقی قومیں اول تو مذہبی حدبندیوں کے باعث اپنے ہی فائدہ کے لئے کھڑی ہوئی ہیں جیسے عیسائی اور یہودی کہ ان کا دائرہ عمل صرف اپنی قوم تک محدود تھا۔ مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آئے۔ تو آپ نے فرمایا خدا تعالےٰ نے مجھے کالے اور گورے سب کے لئے مبعوث فرمایا ہے اور فرمایا میری امت میں عربی اور عجمی کا کوئی فرق نہیں کیونکہ عجمی بھی میری امت میں ہیں اور عربی بھی میری امت میں ہیں اس لئے چاہے کوئی عجمی ہو اس کے بھی وہی حقوق ہیں۔ اور چاہے عربی ہو۔ اس کے بھی وہی حقوق ہیں۔ کسی سے کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح معاہد قوم اور خود اپنی قوم میں بھی کوئی فرق نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ

سب کے ساتھ انصاف اور عدل

سے کام لیا جائے گا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سب سے پہلے کچھ غلام ایمان لائے ان کا جو ادب اور احترام کیا گیا۔ اس کی دنیا میں کہیں مثال نہیں ملتی۔ غلام دنیا میں ہر جگہ ہی ذلیل رہے ہیں۔ سوائے اسلام کے جس نے انہیں

بہت بڑی عزت

دی ہے۔ قربانیاں تو انہوں نے بڑی بڑی کی ہیں۔ رومی قوم کے غلاموں کو دیکھ لو ایرانی قوم کے غلاموں کو دیکھ لو۔ انہوں نے مسلمان غلاموں سے کم قربانیاں نہیں کیں۔ لیکن رتبہ اور عزت میں وہ ہمیشہ ہی اصلی قوموں سے نیچے رکھے گئے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے کے بعد جو غلام ایمان لائے۔ ان کو ایسا مرتبہ نصیب ہوا اور ایسی ترقی نصیب ہوئی کہ بنو ہاشم یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے جو لوگ تھے ان سے ان غلاموں کے مقابلہ میں کوئی امتیازی سلوک روا نہیں رکھا گیا۔ آپ کے رشتہ دار اور رؤسائے عرب سمجھتے تھے کہ ہمارے برابر کوئی نہیں مگر جب وقت آیا تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان میں اور ان ایمان لانے والے غلاموں میں کوئی فرق نہیں رکھا دشمن کے زمانہ میں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ دشمن تھے اور یہ دوست تھے۔ مگر جب وہ دوست بن گئے۔ تب تو ان میں اور غلاموں میں کوئی فرق ہونا چاہیئے تھا مگر جب

فتح مکہ کا وقت

آیا تو حضرت عباسؓ ابوسفیان کو پکڑ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ اور آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ اس کو جب پتہ لگا کہ آپ مکہ پر حملہ کرنے جا رہے ہیں تو اس نے کہا یا رسول اللہ آپ کی قوم نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ آپ کو خدا نے بڑا رتبہ دیا ہے۔ آپ مجھے اپنی قوم کے لئے کوئی انعام دیں۔ تاکہ ان کے سامنے میری بھی عزت ہو۔ آپ نے فرمایا جو شخص تمہارے گھر میں گھس جائے گا۔ اس کو جان کی امان دے دی جائے گی۔ وہ کہنے لگا یا رسول اللہ! میرا گھر کتنا بڑا ہے

مکہ کی ہزاروں افراد کی آبادی

میرے گھر میں کیسے گھسے گی۔ آپ نے فرمایا اچھا جو خانہ کعبہ میں گھس جائے گا۔ اسے بھی حفاظت دی جائے گی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ہمارا مکہ وہاں بھی نہیں سما سکتا فرمایا اچھا جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرے گا اور اندر بیٹھ جائے گا اسکو بھی معاف کر دیا جائیگا۔ آپ اسی طرح بتاتے گئے اور اپنے احسان کو وسعت کرتے گئے۔ بلالؓ اس وقت زیر نظر تھے مکہ والوں نے انہیں بڑی بڑی تکلیفیں دی تھیں۔ آپ نے مدینہ کے ایک انصاری کو جو ان کے بھائی بنائے گئے تھے بلایا اور اسے ایک جھنڈا دے کر فرمایا یہ بلال کا جھنڈا ہے۔ جو شخص اس جھنڈے کے نیچے کھڑا ہو جائے گا۔ اسے بھی پناہ دی جائے گی۔ اب دیکھو یہ کتنی

ایسے غلام جنہیں مکہ والے تپتی ریت پر لٹاکر کیلوں والے جوتے پہن کر ان پر کودا کرتے تھے۔ اور مقابل میں ابوسفیان تھا۔ جو سارے مکہ کا سردار تھا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رشتہ دار تھا۔ اور وہ مسلمان بھی ہو چکا تھا۔ اب وہ زمانہ نہیں تھا۔ کہ کہا جاتا۔ بلالؓ تو مسلمان ہے۔ اور ابوسفیان ایمان نہیں لایا۔ بلکہ اب وہ زمانہ تھا۔ کہ بلالؓ بھی مسلمان ہو چکا تھا۔ اور ابوسفیانؓ بھی مسلمان ہو چکا تھا۔ گویا دو

مسلمانوں کا مقابلہ

تھا۔ مگر ایک سردار تھا مسلمان اور ایک غلام تھا مسلمان۔ آپ نے اس غلام مسلمان کو سردار مسلمان کے برابر رکھا۔ اور فرمایا جو شخص اس کے جھنڈے کے نیچے کھڑا ہو جائے گا۔ اس کو بھی پناہ دی جائے گی۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ابوسفیانؓ کے گھر میں گھستے ہوئے تو لوگوں کو ڈر بھی آسکتا تھا۔ مگر بلالؓ کے جھنڈے تلے کھڑا ہونے میں کسی کو کوئی خوف نہیں تھا۔ کیونکہ وہ میدان میں گاڑا گیا تھا۔ اور میدان میں جو جھنڈا گاڑا جاتا ہے۔ اس کے نیچے ہر شخص آسکتا ہے۔ تو ابوسفیانؓ کے گھر نے ان لوگوں کو پناہ دی۔ جو اس سے تعلق رکھتے تھے۔ اور بلالؓ کے جھنڈے نے ہر مکہ والے کو پناہ دی۔ اب دیکھو کتنی مساوات اسلام نے رکھی ہے۔ یہاں کوئی سوال عرب کا نہیں تھا۔ اور کوئی سوال حبشہ کا نہیں تھا۔ اسی طرح نہ ایران کا کوئی سوال تھا۔ نہ آرمینیا کا کوئی سوال تھا۔ ہر شخص چاہے کسی قوم کا تھا۔ چاہے وہ غلام تھا یا آزاد

اسلام میں آنے کے بعد

اسے عزت دی گئی۔ تو فرماتا ہے۔ کہ تم ایک ایسی قوم ہو۔ اخرجت للناس جس کو تمام دنیا کے فائدہ کے لئے کھڑا کیا گیا ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کس طرح اس امت سے سارے جہان نے فائدہ اٹھایا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں آرمینیا کے قلعہ پر مسلمانوں نے حملہ کیا۔ وہ حملہ اتنا سخت تھا۔ کہ کفار ڈر گئے۔ کہ کہیں مسلمان دروازہ توڑ کر اندر داخل نہ ہو جائیں۔ آخر انہوں نے باہم مشورہ کیا۔ کہ کسی طرح ان سے صلح کر لی جائے۔ مگر چونکہ علاقہ بڑا زرخیز تھا۔ اس لئے انہوں نے کہا۔ اگر صلح کی، تو ان کا جرنیل ہم پر بڑا تاوان لگائے گا جس کی وجہ سے ہم پر بوجھ پڑ جائے گا۔ غلاموں میں چونکہ عقل کم ہوتی ہے۔ اس لئے ان کا کوئی غلام پکڑ لو۔ اور اس سے معاہدہ کرلو۔ کسی نے کہا۔ غلام سے معاہدہ کرنے سے کیا بنتا ہے۔ تو انہوں نے کہا۔ ان کی قوم میں سب برابر ہیں۔ بیشک تم کسی

غلام سے معاہدہ

کرلو۔ اس سے کام بن جائے گا۔ چنانچہ ایک مسلمان غلام پانی لینے قلعہ کے نیچے آیا۔ تو انہوں نے اس کو بلایا۔ اور کہا۔ میاں اگر ہم قلعہ کا دروازہ کھول دیں۔ تو تم ہمیں کیا دوگے۔ وہ دنیا کی تمام چیزوں کے نام لیتا چلا گیا۔ اور کہتا گیا۔ کہ ہم یہ بھی دیں گے اور وہ بھی دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ اور کہا۔ کہ مسلمانوں کا ہم سے معاہدہ ہو چکا ہے۔ جب کمانڈر انچیف کو اس کی خبر ملی۔ تو اس نے کہا۔ یہ تو بڑا ظلم ہوا ہے۔ اتنی مدت تک ہم نے لڑائی کی۔ اور ہمارے اتنے آدمی مارے گئے۔ اور اس کے بعد یہ غلام سب کچھ دے کر آگیا ہے۔ انہوں نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں لکھا۔ کہ یہ معاہدہ ہو گیا ہے۔ ہم نے بہتیرا کہا ہے۔ کہ یہ غلام ہے۔ لیکن وہ کہتے ہیں۔ کہ تم نے کب اعلان کیا تھا۔ کہ غلام سے معاہدہ نہیں ہو سکتا۔ ہم اپنے معاہدہ پر قائم ہیں۔ تم اگر چاہو۔ تو بے شک توڑ دو۔ حضرت عمرؓ نے لکھا۔ یہ لوگ ٹھیک کہتے ہیں۔ اگر تم نے معاہدہ توڑا۔ تو ان پر یہ اثر ہوگا۔ کہ مسلمانوں میں

غلام اور آزاد میں فرق

رکھا جاتا ہے۔ اس لئے اب کے تم مان لو۔ لیکن آئندہ کے لئے اعلان کردو۔ کہ معاہدہ ہمیشہ کمانڈر انچیف کے ذریعہ ہوا کرے گا۔ چنانچہ وہ معاہدہ مان لیا گیا۔ اس طرح دور دور کی قوموں پر یہ اثر ہوا۔ کہ اسلام میں غلام اور آزاد میں کوئی فرق نہیں رکھا جاتا۔ اور اسلام کا فیض تمام بنی نوع انسان تک وسیع ہے۔ اسی طرح جب بیت المقدس کو مسلمانوں نے فتح کیا۔ تو ایک دفعہ عیسائی لشکر پھر اس پر حملہ آور ہوا۔ اور مسلمانوں کو نظر آیا۔ کہ ہمیں یہ علاقہ چھوڑنا پڑے گا۔ مسلمان کمانڈر نے شہر کے رؤساء کو بلایا۔ اور کہا ہم نے جو تم سے سالانہ ٹیکس لیا تھا وہ اس غرض کے لئے تھا۔ کہ تمہاری

جانوں کی حفاظت

کریں۔ لیکن اب عیسائی لشکر اتنی طاقت میں ہے۔ کہ ہم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہم کچھ مدت کے لئے پیچھے ہٹنے لگے ہیں۔ اس لئے تمہارا ٹیکس واپس کیا جاتا ہے۔ اس وقت دنیا میں عام دستور یہ تھا۔ کہ فاتح قوم جب کسی شہر میں داخل ہوتی۔ تو اسے لوٹتی تھی۔ اور جب نکلتی تھی۔ تب بھی لوٹتی تھی۔ یہاں یہ ہوا۔ کہ جب انہوں نے شہر فتح کیا۔ تب بھی نہ لوٹا۔ اور جب واپس آئے۔ تب بھی بجائے لوٹنے کے انہوں نے ٹیکس کا سارا روپیہ واپس کر دیا۔ تاریخوں میں لکھا ہے۔ کہ عیسائیوں پر اس کا ایسا اثر ہوا۔ کہ وہ شہر سے باہر کئی میل تک مسلمانوں کو چھوڑنے آئے۔ اور روتے جاتے تھے۔ اور دعائیں کرتے جاتے تھے۔ کہ خدا تم کو پھر ہمارے ملک میں واپس لائے۔ تمہارے جیسے

امن پسند لوگ

ہم نے کبھی نہیں دیکھے۔ ہمارے اپنے مذہب والے تو لوٹتے ہیں۔ اور تم اتنا انصاف کر رہے ہو۔ کہ واپس جانے سے پہلے ہمارا ٹیکس بھی ہمیں واپس کر رہے ہو۔ تو دیکھو کس طرح یہ قوم

اخرجت للناس کی مصداق

ہو گئی۔

اسی طرح جب بحرین کے بادشاہ نے اسلام قبول کیا۔ تو اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں لکھا۔ کہ یا رسول اللہ میرے ملک میں یہودی بھی ہیں۔ اور عیسائی بھی ہیں۔ ایرانی بھی ہیں۔ اور عرب بھی ہیں۔ آپ مجھے بتائیں۔ کہ میں ان میں سے کس کو اپنے ملک میں رہنے دوں۔ اور کس کو نکال دوں۔ آپ نے لکھا ہر قوم کو اپنے ملک میں رہنے دو۔ میں صرف یہ حکم دیتا ہوں۔ کہ ان میں سے جس کے پاس زمین نہ ہو۔ اس کو سال کا غلہ اور کپڑا دے دیا کرو۔ تو یہ بھی اخرجت للناس کی ایک مثال ہے۔ کہ کوئی شخص کسی قوم کا بھی ہو۔ اسلام اس کی خدمت اور فائدہ کو مدنظر رکھتا ہے۔ پھر یہ تو ابتدائی زمانہ کی باتیں ہیں۔ جبکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت سے فائدہ اٹھانے والے لوگ موجود تھے۔ مگر دیکھو یہ تاثیر اتنی دور تک چلی۔ کہ ہندوستان میں سب سے پہلی مسلمان حکومت حکومتِ غلاماں تھی۔ شہاب الدین غوری جب ہندوستان پر حملہ کرنے کے بعد واپس ہوا۔ تو جاتی دفعہ اس نے اپنے ایک غلام کو بلاکر کہا۔ کہ تم نے بڑی قربانی کی ہے۔ اس لئے میں سارا ہندوستان تمہیں دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ غلام بادشاہ رہا۔ اور کئی پشتوں تک اس کے خاندان کی بادشاہت چلی۔ اس خاندان کی حکومت

حکومتِ غلاماں

ہی کہلاتی ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ اسلام نے مساوات کی جو رو چلائی تھی۔ تمام بنی نوع انسان سے محبت اور پیار کی جو رَو چلائی تھی۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد بھی ۶۰۰ سال تک چلتی چلی گئی۔ عرب سے لے کر ہندوستان تک وہ لہر آئی۔ اور ہندوستان میں بھی غلاموں کی سلطنت قائم ہو گئی۔ پس اخرجت للناس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بتایا ہے۔ کہ تم کو تمام بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ ملک میں جب کبھی سیلاب آتا ہے۔ اور احمدی لوگوں کی خدمت کرتے ہیں۔ تو درحقیقت اسی آیت پر عمل کرتے ہوئے وہ لوگوں کی خدمت کرتے ہیں آج

خدام الاحمدیہ کا اجتماع

بھی ہے۔ اس لئے میں انہیں اسی آیت کی طرف جو میں نے ابھی پڑھی ہے۔ توجہ دلاتا ہوں۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے۔ کہ ہر مسلمان خادم ہے۔ ہم نے تنظیم قائم کرنے کے لئے نوجوانوں اور بوڑھوں کا فرق کر دیا ہے۔ ورنہ درحقیقت تمام کے تمام مسلمان ہی قرآن کریم میں خدام بتائے گئے ہیں۔ میں نے پچھلے سال اپنی تقریر میں بتایا تھا۔ کہ خدام الاحمدیہ سے یہ مراد نہیں۔ کہ احمدیوں کے خادم بلکہ خدام الاحمدیہ کا یہ مطلب ہے۔ کہ احمدیوں میں سے خادم۔ یعنی ہیں تو یہ ساری دنیا کے خادم صرف احمدیوں کے خادم نہیں۔ مگر احمدیوں میں سے اس گروہ نے اقرار کیا ہے۔ کہ ہم ساری دنیا کی خدمت کریں گے۔ تو درحقیقت ہم نے نوجوانوں کی تنظیم کا نام خدام الاحمدیہ رکھا ہے۔ ورنہ یہ آیت بتاتی ہے۔ کہ ہر مسلمان ہی اس کام کے لئے مقرر ہے۔ اور پھر اس نے خدمت کا طریق بھی بتا دیا ہے۔ کہ ہر انسان کو

نیک باتوں کی نصیحت

کی جائے۔ بُری باتوں سے روکا جائے۔ اور خدا تعالیٰ کے جو احکام ہیں۔ ان کی اتباع اور فرمانبرداری کرائی جائے۔ یہی مسلمان قوم کو اس دنیا میں پیدا کرنے کی غرض ہے۔ اگر مسلمان قوم کسی زمانہ میں یہ غرض پوری نہیں کرتی۔ تو وہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کے دائرہ سے نکل جاتی ہے۔ پھر وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت نہیں رہتی بلکہ اپنے نفس کی امت ہو جائیگی۔ یا علماء کی امت ہو جائیگی۔ یا اپنے سرداروں اور بادشاہوں کی امت ہو جائیگی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے متعلق خدا تعالیٰ یہ صاف طور پر فرماتا ہے۔ کہ وہ خیر امت ہے۔ کیونکہ وہ تمام بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے کھڑی کی گئی ہے۔ جب تک وہ تمام بنی نوع انسان کی خدمت کرتی ہے۔ اس وقت تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت ہے۔ اور جب وہ اس خدمت کو چھوڑ دیتی ہے۔ تو پھر وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت نہیں رہتی بلکہ اپنے نفس کے تابع ہو جاتی ہے۔

پھر آگے فرماتا ہے۔ ولو اٰمن اھل الکتاب لکان خیراً لھم یعنی اس وقت تو مسلمانوں کو غلبہ مل گیا ہے۔ مگر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اہل کتاب کو دنیا میں غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ اور یہودیوں اور عیسائیوں کو حکومتیں مل جائیں گی۔ پس فرماتا ہے ولو اٰمن اھل الکتاب لکان خیراً لھم اگر اہل کتاب بھی ہمارے اس حکم پر ایمان لے آئیں۔ اور وہ بھی اپنے آپ کو بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے وقف کر دیں۔ تو اس کا نتیجہ ان کے لئے بھی بہت ہی اچھا نکلیگا۔ ورنہ ان کی حکومتیں بدنام ہو جائیں گی۔ چنانچہ دیکھ لو ساری دنیا میں امریکہ اور انگلستان کا بغض ہے۔ کیونکہ یہ ولو اٰمن اھل الکتاب لکان خیراً لھم پر عمل نہیں کر رہے۔ امریکہ اور انگلستان والے بھی اہل کتاب میں سے ہیں۔ اور عیسائی ہیں اگر وہ اس حکم کو مان لیتے تو ان کے متعلق لوگوں کے دلوں میں بغض اور کینہ نہ ہوتا بدقسمتی سے ہمارے ہاں ہر آیت کے غلط معنے کر لئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس آیت کے بھی غلط معنے کئے گئے ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں اور ایمان لے آئیں تو ان کے لئے بہتر ہو گا۔ حالانکہ یہاں پہلے مسلمانوں کا ذکر کر کے بتایا گیا ہے کہ انہیں ہم نے تمام دنیا کی بھلائی کے لئے کھڑا کیا ہے۔ اور پھر یہودیوں اور عیسائیوں کا ذکر کر کے یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ اگر وہ ایمان لے آئیں یعنی اگر وہ بھی اس حکم کو مان لیں تو ان کی حکومت کی عزت بڑھے گی۔ اور اگر انہوں نے

بنی نوع انسان کی محبت

کو اپنا مقصد قرار نہ دیا۔ تو لوگوں کے دلوں میں ان کے متعلق نفرت پیدا ہو جائے گی اور ان کی حکومت کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ چنانچہ دیکھ لو اب عیسائیوں کو حکومت حاصل ہے۔ لیکن چونکہ انہوں نے اس آیت پر عمل نہیں کیا۔ اسلئے وہ جن ممالک میں بھی جاتے ہیں۔ وہاں لوٹ کھسوٹ شروع کر دیتے ہیں۔ اگر امریکہ جاپان میں گیا۔ تو اس نے اسے لوٹنا شروع کر دیا اگر انگلستان ہندوستان میں آیا۔ تو اس نے ہندوستان کو لوٹنا شروع کر دیا اگر یہ عرب میں گئے تو ان کو لوٹنا شروع کر دیا۔ جس وقت پچھلی جنگ ہوئی ہے تو مصر میں جنرل میکموہن برطانیہ کا نمائندہ تھا۔ شریف مکہ بیچارہ سادہ لوح آدمی تھا۔ اسکو جنرل میکموہن نے لکھا کہ تم

ترکوں کے خلاف

ہماری مدد کرو۔ شریف مکہ نے کہا۔ اگر ہم مدد کریں تو تم ہمیں کیا دو گے۔ اس نے کہا۔ سب عرب کو متحد کر کے تمہارے حوالے کر دیں گے۔ وہ بیچارہ مان گیا اور اس نے معاہدہ کر لیا۔ لیکن جب جنگ ختم ہو گئی تو انگریزوں نے عرب کو بانٹنا شروع کر دیا لبنان اور دمشق فرانس کو دے دیا۔ اور فلسطین اور عراق انگریزوں کے سپرد کر دیا شریف مکہ جس نے اپنی قوم کو مروایا تھا اسے کچھ بھی نہ دیا۔ جب اس نے کہلا بھیجا کہ آپ نے تو مجھ سے معاہدہ کیا تھا کہ اگر تم ہماری مدد کرو تو تمام عرب متحد کر کے تمہیں دے دیا جائے گا۔ تو کہنے لگے۔ میکموہن تو ہمارا مصری نمائندہ تھا اور ہمارے قانون میں ایسے معاہدات پر وزیر خارجہ دستخط کیا کرتا ہے۔ اسلئے وہ معاہدہ ہے ہی نہیں۔ اب دیکھو حضرت عمرؓ نے تو غلام کے کئے ہوئے معاہدہ کو بھی مان لیا۔ لیکن انہوں نے اپنے

مصری نمائندہ

کے دستخطوں کو بھی رد کر دیا۔ اور کہا اسے معاہدہ کرنے کا کیا حق تھا۔ تم نے بیوقوفی کی جو اسے مان لیا۔ لیکن ہم تمہاری بیوقوفی کے ذمہ دار نہیں۔ ہمارے وزیر خارجہ کے دستخط ہوتے تو کوئی بات بھی تھی۔ گویا انہوں نے شریف مکہ سے دھوکہ کیا۔ اور اخرجت للناس کی بجائے اخرجت لانفسھم ہو گئے۔ انہوں نے اپنے ملک کے فائدہ کو مدنظر رکھا۔ بنی نوع انسان کے فائدہ کو مدنظر نہ رکھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خود شریف مکہ اور اس کے بیٹوں میں جھگڑا ہو گیا۔ کیونکہ امیر فیصل نے جو بعد میں عراق کا بادشاہ ہو گیا تھا اور جس نے بڑی قربانی کی تھی۔ اور لڑائی میں بڑی تندہی سے کام کیا تھا۔ اس کو باپ پر غصہ آیا کہ مرتا تو میں پھرا ہوں اور ملک لے گئے انگریز بعد میں انگریزوں نے بھی کچھ شرم کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یورپین اقوام میں سے انگریزوں میں کچھ شرم ہے۔ انہوں نے

عراق کی بادشاہت

اسے دے دی۔ اور اس طرح اپنے فعل کی کچھ پردہ پوشی کی۔ مگر عرب اکٹھا نہ ہوا۔ اور اب تک اکٹھا نہیں۔ اب کچھ حصہ تو سعودی عرب کے ماتحت جمع ہو گیا ہے۔ اور وہ بھی انہوں نے اپنی تلواروں سے اکٹھا کیا ہے۔ شام ان لوگوں نے فرانسیسیوں کو دے دیا تھا۔ اور اردن میں انہوں نے شریف مکہ کا ایک بیٹا بادشاہ بنا دیا تھا۔ شام والے اب خود اردن کے ساتھ ملنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انگریزوں کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ مصر نے اپنے زور سے آزادی لی۔ اور وہ بھی اب کوشش کر رہا ہے کہ عربوں کے ساتھ اتحاد کرے۔ لیکن اہل کتاب نے اپنے کئے ہوئے وعدہ کو پورا نہ کیا۔ حالانکہ قرآن کریم نے انہیں پہلے سے بتا دیا تھا کہ ولو اٰمن اھل الکتاب لکان خیراً لھم اگر اہل کتاب اخرجت للناس کے حکم پر ایمان لاتے اور اپنے زمانہ حکومت اور اقتدار میں انہوں نے بھی بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے کوششیں کیں اور صرف اپنی ذات اور اپنے ملک کے فائدہ کے لئے منصوبے نہ کئے تو ان کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو جائیگی اور ان کی عزت ہو گی۔ اور ان کی حکومتیں بھی لمبی ہو جائیں گی۔ لیکن اگر انہوں نے نفسا نفسی سے کام لیا۔ اور صرف اپنے ملکوں کا فائدہ سوچا۔ تو دوسری قوموں کے دلوں میں ان کا بغض بڑھ جائے گا۔ اور ان کی نفرت ترقی کر جائے گی۔ غرض اس آیت میں

آئندہ کے متعلق ایک پیشگوئی

بھی آ گئی اور مسلمانوں کے فرائض بھی آ گئے کہ تمام بنی نوع انسان کو برابر سمجھو۔ دیکھو برابر سمجھنے کا فائدہ یہ ہوتا ہے۔ کہ دوسروں کے دلوں میں محبت پیدا ہو جاتی ہے مثلاً احمدی ہیں ہم یہ نہیں مانتے کہ احمدی پوری طرح شریعت پر عمل کر رہے ہیں۔ مگر یہ ضرور نظر آتا ہے کہ یہاں کوئی غیر ملک کا نومسلم آ جائے۔ تو ربوہ والوں کی باچھیں کھل جاتی ہیں۔ اور آنے والے بھی کہتے ہیں کہ یہ ہمیں اپنے بھائی معلوم ہوتے ہیں۔ بھائی اسی لئے معلوم ہوتے ہیں .... کہ غیر ملکیوں کو دیکھ کر فوراً ان کا دل کھل جاتا ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم تمام بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانے کے لئے کھڑے کئے گئے ہیں۔ اب اس وقت ساری دنیا میں تبلیغ ہو رہی ہے۔ اور ہندوستان اور پاکستان دونو

ساری تبلیغ کا خرچ

برداشت کر رہے ہیں۔ اگر غیر ملکوں سے خرچ کے متعلق کہا جائے۔ تو وہ کہتے ہیں۔ ہمارے ملک میں جو مبلغ ہیں۔ ان کا خرچ تو ہم دینے کے لئے تیار ہیں۔ باقی ملکوں کے لئے ہم کیوں تکلیف اٹھائیں ہم انہیں آہستہ آہستہ سمجھا رہے ہیں اور آہستہ آہستہ وہ مانیں گے۔ لیکن پاکستان اور ہندوستان نے پہلے سے ہی تبلیغ کا سارا بوجھ اٹھایا ہوا ہے۔ ان کی مثال بٹے کی سی ہے یا بعض کہتے ہیں کہ ٹٹیری ایک جانور ہے۔ وہ رات کو سوتے وقت ٹانگیں اونچی رکھتا ہے۔ اور سر نیچے رکھتا ہے۔ کہانیوں والے جانوروں کی بولیاں بھی سمجھتے ہیں۔ قرآن کریم نے تو کہا ہے کہ ہم نے جانوروں کی بولیاں حضرت سلیمان علیہ السلام کو سکھلائی تھیں۔ مگر ہماری کہانیوں والے کہتے ہیں۔ کہ ہم نے بھی جانوروں کی بولیاں سیکھی ہوئی ہیں۔ تو کہتے ہیں کسی نے ٹٹیری سے پوچھا۔ کہ تو اپنی ٹانگیں اونچی کیوں رکھتی ہے کہنے لگی۔ اسلئے کہ اگر رات کو آسمان گر پڑا۔ تو میں اسے اپنی ٹانگوں پر سنبھال لوں گی۔ ہمارے احمدیوں کی مثال بھی بالکل ٹٹیری کی سی ہے

ساری دنیا میں اسلام پھیلانا

کوئی معمولی بات نہیں۔ لیکن سب قومیں کہتی ہیں۔ کہ ہم دوسرے ممالک کی تبلیغ کا بوجھ کیوں اٹھائیں۔ ہمارے مبلغ ہوں ہمارے سکول ہوں تو ان کا بوجھ ہم اٹھائیں گے لیکن۔ یہاں جامعۃ المبشرین ہے۔ اس میں عرب بھی آکر پڑھتے ہیں۔ سوڈانی بھی پڑھ رہے ہیں۔ سمالی بھی پڑھ رہے ہیں۔ اور جرمن بھی پڑھتے ہیں۔ انگریز بھی پڑھتے ہیں۔ امریکن بھی پڑھتے ہیں۔ لیکن کبھی بھی

پاکستانی یہ نہیں کہتا

کہ میں کیوں بوجھ اٹھاؤں یہ تو غیر ملکوں کے لوگ ہیں۔ پاکستانی نہیں۔ بلکہ یہ کہتا ہے الحمد للہ ایک بھائی اور آ گیا۔ گویا وہ سب کو اپنا بھائی سمجھتا ہے۔ کیونکہ اس میں اخرجت للناس والی روح پائی جاتی ہے۔ اور اس کی وجہ سے غیر ملکی نومسلم بھی اسے اپنا بھائی سمجھتے ہیں اور ان کے دلوں میں بھی ان کا

ادب اور احترام

ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ بوجھ اٹھانا تو ہم سب کے ذمہ تھا۔ مگر یہ مالی لحاظ سے کمزور ہوتے ہوئے بھی سارا بوجھ برداشت کر رہے ہیں شامیوں کو دیکھ لو۔ ملک شام وسعت

میں پاکستان سے چھوٹا ہے لیکن اس کی آمد ہمارے ملک کی آمد سے بہت زیادہ ہے مجھے یاد ہے جب ہم ۱۹۲۴ء میں لنڈن گئے تو چوہدری علی محمد صاحب میرے ساتھ تھے انہوں نے بیت المقدس میں ایک قمیص دھلائی جب وہ دھل کر آئی تو دھوبی نے ڈیڑھ روپیہ اجرت مانگی۔ چوہدری علی محمد صاحب نے کہا میں نے تو ۱۲ آنے میں قمیص سلوائی ہے اور تو ڈیڑھ روپیہ دھلائی کی اجرت مانگتا ہے۔ اس وقت کپڑا سستا ہوتا تھا آخر کسی نے ہنس کر کہا اس کو قمیص ہی دیدو دھوبی راضی ہوگیا اور انہوں نے اسے قمیص دے کر پیچھا چھڑایا۔ دھوبی قمیص لے کر چلا گیا اور انہوں نے شکر کیا کہ ڈیڑھ روپیہ بچ گیا۔ غرض اس

ملک کی مالی حالت

بہت اچھی ہے۔ مزدور کی مزدوری اتنی زیادہ ہے کہ تم لوگ اس کا خیال بھی نہیں کر سکتے وہاں ایک معمولی ملازم پندرہ سولہ پاؤنڈ ماہوار کما لیتا ہے۔ پس ان لوگوں کے پاس مال زیادہ ہے مگر ملک چھوٹا ہے اگر ان کی روح بھی پاکستانیوں والی ہو جائے تو وہ جماعت کے لئے بہت مفید ہو سکتے ہیں۔ پاکستان غریب ہے مگر اس کی روح اخرجت للناس والی ہے سارا دن وہ مزدوری کرتا ہے لنگوٹا کسا ہوا ہوتا ہے اور وہ مٹی کی ٹوکریاں ڈھوتا ہے یا جنگل میں سارا دن گھاس کاٹتا ہے اور شام کو آکر اسے بازار میں بیچتا ہے۔ اس کے بدلہ میں اسے مثلاً ایک روپیہ ملتا ہے۔ اور اس میں سے وہ ایک آنہ سلسلہ کو دیدیتا ہے اور کہتا ہے اس سے اسلام پھیلے گا۔ گویا اسلام سے اس کو اتنی محبت ہے کہ وہ یہ خیال بھی نہیں کرتا کہ میں نے سارا دن گھاس کاٹا ہے یا مزدوری کی ہے۔ اب چند پیسے ملے ہیں تو ان سے بیوی بچوں کی

روزی کا سامان

کروں۔ بلکہ کہتا ہے چندہ دے دو اس سے امریکہ میں اسلام پھیلے گا۔ یوروپ میں اسلام پھیلے گا۔ اب ہیمبرگ (جرمنی) کی مسجد کی تحریک ہوئی تو بعض غریب لوگوں نے بھی ڈیڑھ ڈیڑھ سو کی رقم بھیج دی۔ اسی طرح کوئی بیوہ ہے تو وہ رقم بھیج رہی ہے کہ یہ مسجد میں دیدو۔ پچھلے سال جب میں ولایت سے آیا تو ایک لڑکا مجھے ملا اور اس نے کہا میری ماں نے دو ہزار روپیہ بھیجا ہے اور کہا ہے کہ یہ

مسجد کیلئے چندہ میں

دیدیا جائے۔ حالانکہ وہ خود بیوہ تھی تو یہ اخرجت للناس کا نمونہ ہے۔ اگر یہ نمونہ اور بڑھے تو اللہ تعالیٰ اور زیادہ برکت دیدے گا۔ اب تو احمدی پانچ چھ لاکھ ہیں۔ اگر سارے مسلمان احمدی ہو جائیں تو وہ چالیس کروڑ ہو جاتے ہیں اور اگر چالیس کروڑ اخرجت للناس بن جائیں تو پھر سوال ہی باقی نہیں رہتا کہ ہم غریب ہیں۔ ہم امریکہ اور یورپ کو یوں دبوچ میں جیسے

باز چڑیا

کو دبوچ لیتا ہے اور دنیا کے کونہ کونہ تک اسلام پھیلا دیں۔ کیونکہ

قطرہ قطرہ بیشود دریا

ایک ایک قطرہ مل کے دریا بن جاتا ہے۔ اگر چالیس کروڑ آدمی مل جائے اور وہ روپیہ روپیہ بھی سال میں چندہ دے تو چالیس کروڑ روپیہ سالانہ بن جاتا ہے، اب تو ہماری جماعت بہت غریب ہے پھر بھی اوسط چندہ فی کس اڑھائی تین روپیہ بن جاتا ہے۔ اگر چالیس کروڑ مسلمان ہو جائیں اور آٹھ آنے اوسط چندہ ہو تو بیس کروڑ روپیہ سالانہ آجائے گا جس کے معنے ہیں ڈیڑھ کروڑ روپیہ ماہوار اس سے ہم دنیا کے چپہ چپہ میں مبلغ بھیج سکتے ہیں اور اتنا لٹریچر شائع کر سکتے ہیں کہ کوئی یوروپین اور عیسائی ایسا نہ رہے جس کے پاس

اسلامی کتابوں کا ذخیرہ

نہ ہو غرض اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں بھیجا ہے اور کہا ہے کہ جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس سے تم دوسرے لوگوں کو بھی کھلاؤ اور پلاؤ۔ ہم نے تمہیں اس لئے نہیں بھیجا کہ کماؤ اور صرف اپنی ذات پر خرچ کرو۔ بلکہ اس لئے بھیجا ہے کہ کماؤ اور لوگوں پر خرچ کرو۔ اگر تم لوگوں پر خرچ کروگے تو نتیجہ اچھا ہوگا۔ لیکن خرچ کیسے کرو اس کا طریق بھی ہم بتا دیتے ہیں۔ کہ تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔ نیک باتیں لوگوں تک پہنچاؤ اور بری باتوں سے ان کو روکو۔ یعنی تبلیغ کرو۔ یہ تبلیغ کا ہی مضمون ہے جس کو خدا تعالیٰ نے

ایک نئی طرز میں

بیان کر دیا ہے۔ کیونکہ اگر ہم کسی کو اسلام سکھاتے ہیں تو اس میں ہمارا تو فائدہ نہیں اسی کا فائدہ ہے۔ پھر اگر ہم یہاں روپیہ اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ دوسروں کو اونچا کریں جیسے ہمارے نوجوان ویسٹ افریقہ اور ایسٹ افریقہ میں سکول اور کالج کھول رہے ہیں اور ان کو پڑھا رہے ہیں تو اس میں بھی دوسروں کا ہی فائدہ ہے۔ لیکن ہمیں اس طرح فائدہ پہنچتا ہے کہ ایک تو ہمیں ثواب مل جاتا ہے اور دوسرے وہ قوم ہماری محبت سے بھر جاتی ہے۔ افریقن لوگوں کے لئے انگریزوں نے بڑا روپیہ خرچ کیا ہے لیکن ان کے وہ دشمن ہیں اور ہم پر جان دیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ انگریز نے اس لئے خرچ کیا تھا کہ بعد میں انہیں لوٹے اور ہم نے اس لئے خرچ کیا کہ انہیں ترقی ہو۔ اس لئے ہماری محبت ان کے دلوں میں بڑھتی چلی جاتی ہے اور

انگریزوں کی نفرت

ان کے دلوں میں بڑھتی جاتی ہے کیونکہ انگریز نے جتنا خرچ کیا اس نیت سے کیا کہ بعد میں ان سے فائدہ اٹھائے اور ہم نے ان پر جو کچھ خرچ کیا وہ ان کے فائدہ کے لئے کیا ہے۔ میں بیماری میں یوروپ گیا تو افریقہ کی جماعتوں میں سے لیگوس کے لوگوں نے اپنا ایک رئیس ہوائی جہاز سے لنڈن میری خبر پوچھنے کے لئے بھجوا دیا۔ اس میں میرا اتنا ادب اور احترام تھا کہ جب مجلس ہوتی تو وہ میرے پاؤں کے قریب آکر بیٹھ جاتا۔ انگریزوں میں اس کا بڑا احترام تھا۔ جس مجلس میں انگریز آتے وہ اسے اٹھا کر میرے پاس بٹھانا چاہتے لیکن وہ میرے پیروں میں آکر بیٹھ جاتا اور کہتا یہ میری عزت کی جگہ ہے میں یہاں بیٹھوں گا۔ میں بیماری میں بعض دفعہ گھر اگر باہر کرسی پر بیٹھ جاتا تھا۔ وہ باہر سے پھر کر آتا۔ کسی بڑے آدمی یا وزیر سے مل کر آتا اور آکر میرے پاؤں کے قریب زمین پر بیٹھ جاتا۔ میں اسے اٹھا کر کرسی پر بٹھانا چاہتا۔ تو کہتا نہیں نہیں میری عزت اسی میں ہے کہ میں یہیں بیٹھوں۔ سارا لنڈن اس کی تصویریں لیتا تھا

بڑے بڑے وزراء

اس سے ملتے تھے لیکن اس کی محبت کی حالت یہ تھی۔ کہ وہ میرے پاؤں کے قریب بیٹھنا اپنی عزت تصور کرتا تھا۔ حالانکہ ہم نے تو بہت تھوڑا روپیہ خرچ کیا ہے۔ انگلستان نے ہم سے

ہزاروں لاکھوں گنا زیادہ

ان کے ملک پر خرچ کیا ہے۔ مگر انگریزوں کے متعلق ان کے دلوں میں نفرت ہے۔ اور ہماری محبت ہے۔ میں نے عیسائیت کے رد میں ایک رسالہ لکھا اس میں کچھ الفاظ سخت تھے کیونکہ جس کتاب کے جواب میں وہ رسالہ تھا اس میں بڑے بڑے سخت الفاظ اسلام کے متعلق استعمال ہوئے تھے۔ مجھے بھی جوش آگیا۔ چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کہنے لگے لفظ بدل ڈالئے۔ افریقہ میں انگریز اس رسالہ کو ضبط کر لیں گے۔ وہ رئیس باہر سے کسی وزیر کو مل کر آیا۔ میں گھر سے باہر کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس کے لئے کرسی رکھوائی لیکن وہ میرے پیروں میں آکر بیٹھ گیا۔ پھر میں نے اسے کہا بتائیے میں نے ایک رسالہ لکھا ہے اور چوہدری صاحب کہتے ہیں کہ گورنمنٹ اسے ضبط کر لے گی۔ آپ کی کیا رائے ہے۔ اس کی آنکھیں سرخ ہوگئیں اور کہنے لگا گورنمنٹ ضبط کرے گی۔ تو میں گورنر کی گردن پکڑ کر اسے مروڑ نہ دوں گا۔ ہم مسلمان وہاں زیادہ تعداد میں ہیں اس لئے کوئی پرواہ نہ کیجئے کسی کی مجال نہیں کہ وہ اس

کتاب کو ضبط کرے

یہ غیرت اسے اس لئے آئی کہ وہ سمجھتا تھا کہ یہ ہماری خاطر قربانی کر رہے ہیں اور گورنر کی قوم جو روپیہ خرچ کرتی ہے اس کے متعلق وہ جانتا تھا کہ وہ انہیں لوٹنے کے لئے خرچ کر رہے ہیں۔ اس لئے اس کے دل میں اس

قوم کی محبت نہیں

تھی بلکہ ان کے لئے شدید نفرت تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ ایسا گر مسلمانوں کو بتایا ہے کہ اگر وہ اس پر عمل کریں تو وہ غیروں میں اپنے لئے محبت پیدا کر سکتے ہیں۔ ۱۹۵۳ء میں لاہور میں احمدیوں کو مارا جاتا تھا بعد میں مارشل لاء لگا اور اس میں بہت سے مسلمان مارے گئے۔ اگرچہ وہ اپنی کرتوتوں کی وجہ سے مارے گئے۔ لیکن غیر احمدی سمجھتے تھے کہ اس کا موجب

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفس کرتی ہے

200

ہم ہیں۔ بعد میں سیلاب آ گیا۔ اور آپ لوگوں نے وہاں سیلاب زدوں کی خدمت کی اس کے کچھ عرصہ بعد میں لاہور گیا۔ اور میں نے ان تمام جگہوں کو دیکھا۔ جہاں احمدیوں نے خدمت خلق کی تھی۔ میں نے دیکھا کہ عورتیں مرد اور بچے سب اپنے گھروں سے باہر آ جاتے تھے۔ اور

جماعت کا شکریہ

ادا کرتے تھے۔ ان میں سے کئی لوگ میری منتیں کرتے تھے کہ ان کے مکانوں کی چھتیں بھی ٹوٹی ہوئی ہیں۔ ان کی امداد کی جائے ایک مخالف اخبار نے لاہور کے ان لوگوں کو طعنہ دیا۔ کہ ابھی مارشل لاء کے دنوں میں احمدیوں نے تمہارے بھائیوں کو مروایا ہے اور اب تم ان کی منتیں کر رہے ہو۔ اور ان کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہو۔ ایسا کرتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی۔ اگرچہ اس نے غلط لکھا تھا۔ کہ وہ لوگ ہماری وجہ سے موت کا شکار ہوئے تھے۔ لیکن تاہم میں نے کہا۔ چلو اس نے اتنا تو مان لیا کہ وہ لوگ ہماری منتیں کرتے تھے۔ وہ منتیں کیوں کرتے تھے۔ اسی لئے کہ وہ جانتے تھے کہ ہم نے جو خدمت کی ہے۔ وہ اپنے نفس کے لئے نہیں کی۔ بلکہ محض ان کے لئے کی ہے۔ پچھلے دنوں سیلاب آیا تو مجھے لائل پور کے ایک ڈاکٹر نے بتایا کہ شیخوپورہ کا وہ حصہ جہاں احمدیوں نے خدمت کی۔ میرے علاقہ میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک جگہ پر کچھ جانور مرے پڑے تھے۔ اور ان سے بہت بو آ رہی تھی۔ میں نے پولیس سے ان جانوروں کو دفن کرنے کے لئے کہا تو اس نے انکار کر دیا۔ لیکن آپ کے احمدیوں کو میں نے کہا۔ تو انہوں نے بڑے شوق سے اس کام کو کیا۔ اس کا مجھ پر اتنا اثر ہوا کہ میں نے سارے مسلمانوں کو کہا تمہیں شرم نہیں آتی۔ کہ تم ان احمدیوں کے دشمن ہو۔ اور وہ تمہاری خاطر اتنا کام کرتے ہیں۔ تمہاری پولیس جو گورنمنٹ سے تنخواہیں لیتی ہے وہ کام کرنے کو تیار نہ ہوئی۔ میں نے اسے مردہ جانوروں کو دفن کرنے کے لئے کہا۔ تو اس نے انکار کر دیا۔ اور احمدیوں کو کہا۔ تو بات سنتے ہی وہاں چلے گئے اور جانوروں کو دفن کر دیا۔ پس اگر تم احوجبت للناس والی بات کو یاد رکھو تو اپنی

پیدائش کی غرض

کو پورا کر سکتے ہو۔ اور لوگوں کے دلوں میں اپنی محبت پیدا کر سکتے ہو۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ تم کو پیدا ہی بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے کیا گیا ہے۔ لیکن اگر یہ اہل کتاب بھی جن کا دین جھوٹا ہے۔ اس پر عمل کریں۔ اور بے نفسی اور بے غرضی سے بنی نوع انسان کی خدمت کریں۔ تو ان کی بھی تعریف ہونے لگ جائے گی۔ اور ان کا انجام اچھا ہو جائے گا۔ مسلمان جن کا مذہب سچا ہے۔ ان کا انجام تو آپ ہی ظاہر ہے۔ اگر سچے مذہب والا بے غرضی سے خدمت کرے گا۔ تو لازماً اسکو بڑی ترقی حاصل ہوگی کیونکہ عقل بھی اس کی تائید کر رہی ہوگی۔ اور دل بھی اس کی تائید کر رہا ہوگا۔ اور ان دونوں چیزوں کی تائید کے بعد اس کا رتبہ دنیا میں بڑھ جائے گا۔

لیکن فرماتا ہے اگر عیسائی اور یہودی بھی سچے دل سے

بنی نوع انسان کی خدمت

کریں۔ اور بے غرضی سے کریں اور احوجبت للناس کی تعلیم کو یاد رکھیں تو ان کو بھی دنیا میں بڑی عزت ملے گی اور وہ بڑی ترقی کر جائیں گے۔ لیکن یہ ایسا کریں گے نہیں یہ خود غرضی سے ہی کام کریں گے۔ جس کی وجہ سے ان کو نقصان پہنچے گا۔ اگر یہ ہماری بات مان لیں۔ اور ہم نے مسلمانوں کے پیدا کرنے کا جو مقصد بیان کیا ہے۔ اسے اپنے سامنے رکھیں۔ تو ان کا انجام بھی بڑا اچھا ہو جائے گا۔ اور ان کی عمر لمبی ہو جائیگی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض

حضور فرماتے ہیں:۔

"اور یہ خیال ہرگز درست نہیں کہ انبیاء علیہم السلام دنیا سے بے وارث ہی گذر گئے اور اب ان کی نسبت کوئی رائے ظاہر کرنا بجز قصہ خوانی کے اور کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتا بلکہ ہر ایک صدی میں ضرورت کے وقت اُن کے وارث پیدا ہوتے رہے ہیں اور اس صدی میں یہ عاجز ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے تا وہ غلطیاں جو بجز خدا تعالیٰ کی خاص تائید سے نکل نہیں سکتی تھیں وہ مسلمانوں کے خیالات سے نکالی جائیں اور منکرین کو سچے اور زندہ خدا کا ثبوت دیا جائے۔ اور اسلام کی عظمت اور حقیقت تازہ نشانوں سے ثابت کی جائے۔"

(برکات الدعاء صفحہ ۲۹)

اس اقتباس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد ظاہر ہے سلسلہ احمدیہ کے مخالفین میں سے بعض ایسی باتیں ہماری طرف منسوب کرتے ہیں جن کا سلسلہ احمدیہ سے کوئی تعلق نہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کلمہ کے سوا ان کا کوئی اور کلمہ ہے اور حضرت مرزا صاحب کو آنحضرت صلعم سے بڑا درجہ دیتے ہیں وغیرہ۔ حالانکہ حقیقت اس کے خلاف ہے۔ حضرت مرزا صاحب اپنی کتاب ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:

"مذہب کا خلاصہ اور لُبّ لباب کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے"

اور احمدی عقیدہ کی رو سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آقا ہیں اور حضرت مرزا صاحبؑ غلام ہیں آپ کا مشہور شعر ہے ؎

بر تر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

حضرت مرزا صاحبؑ کی کتب میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ آپ نے جو روحانی درجہ حاصل کیا ہے وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل حاصل کیا ہے اور اگر وہ پہاڑوں کی مانند بھی عمل کرتے تب بھی کوئی روحانی درجہ نہ ملتا۔ اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی نہ ہوتی۔ فافہم (تجلیات الٰہیہ) ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ

خدام الاحمدیہ کا نیا سال

یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ ہماری حقیر کوششیں بار آور ہوئیں اور خدام الاحمدیہ کا یہ انیسواں سال کامیاب مالی سال ثابت ہوا اور ہماری جو یہ خواہش تھی کہ ہم مالی لحاظ سے اس سال گذشتہ جملہ سالوں سے بڑھ جائیں۔ پوری ہوئی۔ اس پر جس قدر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر کریں تھوڑا ہے۔ اب نیا سال یکم نومبر کو شروع ہوا ہے۔ اس نئے سال میں ہمارا مطمح نظر یہ ہونا چاہیئے کہ جہاں دیگر جملہ چندہ جات بجٹ کے مطابق سو فیصدی ادا ہوں وہاں چندہ مجلس کی وصولی سو فیصدی سے بھی کچھ اوپر ہو۔ چاہے کس قدر قلیل ہی کیوں نہ ہو۔

مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

اطلاع

گھر پہنچنے والے احباب کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ میں نے مکان تبدیل کر لیا ہے۔ میرا موجودہ مکان صدر انجمن احمدیہ کا کوارٹر ۶۵ مسجد مبارک کے قریب جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کے مکان کے جنوبی دروازہ کے بالمقابل واقعہ ہے۔

ڈاکٹر سید غلام غوث ربوہ

درخواست دعاء

مکرم سید زمان شاہ صاحب کی دائیں آنکھ کا جنیوٹ سول ہسپتال میں موتیا کا کامیاب اپریشن ہو چکا ہے احباب کی خدمت میں شاہ صاحب کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مبارک مصلح الدین احمد

نئے دانت بنوانے اور بغیر درد کے نکلوانے اور نظر کی عینکوں کیلئے ہماری خدمات حاصل کریں ڈاکٹر شریف احمد دندانساز نزد مسجد چوہنگی چنیوٹ

”بشاراتِ رحمانیہ“ — جلد دوم

جو دنیا کی برگزیدہ ہستیوں کی بیان کردہ صدیوں قبل پیشگوئیوں اور تازہ آسمانی بشارات کا مجموعہ ہے زیر طبع ہے۔ یہ بیش قیمت تحفہ جہاں آپ اور آپ کی اولاد کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوگا وہاں انشاء اللہ تعالےٰ آپ کے غیر از جماعت عزیزوں اور دوستوں کو سلسلہ احمدیہ کے قریب تر کرنے کا باعث بھی ہوگا۔ قیمت مجلد ۴/- روپے غیر مجلد ۳/۸ روپے علاوہ محصول ڈاک تبلیغی نقطۂ نگاہ سے معمولی رکھی گئی ہے۔ کاغذ کی نایابی اور موجودہ زمانہ کی ہوشربا گرانی کے باعث محدود تعداد میں کتاب چھپ رہی ہے۔ ۱۵ر دسمبر ۱۹۵۶ء تک پیشگی رقوم بھیجنے والوں کو آٹھ آنے رعایت کے علاوہ ان کے نام بھی فہرست معاونین میں بطور دعا و یادگار شائع کروائے جائیں گے

اس آسمانی تحفہ کو جلد از جلد حاصل کرنے کی کوشش کریں،

ترسیل زر بنام عبد الرحمٰن مبشر دفتر ترجمۃ القرآن بطرز جدید۔ بلاک ۶ ڈیرہ غازی خاں

الشرکۃ الاسلامیہ کی مطبوعات کے خریداروں کو خاص رعایت

الشرکۃ الاسلامیہ کی مطبوعات کے خریداروں کو مندرجہ ذیل رعایت دی جائیگی

۲۵ روپے سے لے کر ۵۰ روپے تک خریدنے والے کو ایک آنہ فی روپیہ

۵۱ 〃 〃 ۱۰۰ 〃 〃 〃 دو آنے 〃

۱۰۱ 〃 〃 ۲۰۰ 〃 〃 〃 اڑھائی 〃

۲۰۱ 〃 〃 ۳۰۰ 〃 〃 〃 تین آنے 〃

۳۰۰ روپے سے زائد خریدنے والے کو چار آنے 〃

تفسیر کبیر ۳۰۰ روپے سے زائد خریدنے والے کو تین آنے فی روپیہ

تذکرہ کی قیمت میں بھی خاص رعایت کا علیحدہ اعلان ہو چکا ہے۔

جماعتوں کے دوست اکٹھے مل کر کتابیں خریدیں تو وہ اس رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ فہرست کتب طلب کرنے پر مفت ارسال کی جائے گی۔

چیئرمین الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ

علاقہ تھل میں زرعی اراضی برائے فروخت

خاصی تعداد میں زرعی اراضی کے مربعہ جات جو بیرون بلاک ہیں بہت جلد فروخت کئے جا رہے ہیں۔ اراضی زرخیز اور عمدہ ہے قیمت بالکل معمولی ہے کاشتکار طبقہ کے لئے یہ بہترین موقعہ ہے خط و کتابت کے ذریعہ یا خود مل کر طے کریں

پنجائت زراعت فارم لمیٹڈ کارنر والو بلڈنگ چوک رنگ محل لاہور

چونگی محرر کی ضرورت

میونسپل کمیٹی ربوہ کو ایک چونگی محرر کی ضرورت ہے۔ امیدوار میٹرک پاس ہو۔ ۳۰—۲—۵۰ کے گریڈ میں ابتدائی تنخواہ ۳۰/- روپے علاوہ مہنگائی الاؤنس مبلغ ۲۶/- روپے دی جائے گی۔ درخواستیں ۵ر دسمبر تک بنام سیکرٹری صاحب دفتر میونسپل کمیٹی میں پہنچ جانی ضروری ہیں۔ انٹرویو کے لئے اپنے خرچ پر آنا ہوگا۔ تجربہ کار امیدوار کو ترجیح دی جائیگی۔

سیکرٹری میونسپل کمیٹی ربوہ

سابق صوبہ سرحد اور بلوچستان سے ماربل پلیٹ۔ ماربل چپس ہیڈ لسٹ ہر بس۔ خشک میوہ جات کی فراہمی کے کاروبار کرنے کے خواہشمند دوست یا ادارے مندرجہ ذیل پتہ سے خط و کتابت کریں

مکان نمبر ۲۸۳ T.E. دار الرحمت وسطی ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵

اوقاتِ روانگی یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس سرگودھا

نمبر سروس	پہلی سروس	دوسری سروس	تیسری سروس	چوتھی سروس	پانچویں سروس	چھٹی سروس	ساتویں سروس	آٹھویں سروس	نویں سروس	دسویں سروس
از سرگودھا برائے لاہور	۳½	۴½	۵½	۶½	۷½	۸¾	۱۰	۱۱½	۱۳	۱۴½
از لاہور برائے سرگودھا	۳½	۵	۶½	۸	۹½	۱۰¾	۱۲	۱۳½	۱۵	۱۶
از گوجرانوالہ برائے سرگودھا	۵¾	۱۰½	۱۵¼	نوٹ: لاہور و سرگودھا کے درمیان پانچ گھنٹے۔ اور سرگودھا گوجرانوالہ کے درمیان ساڑھے چار گھنٹے کا سفر ہے (جنرل منیجر)						
از سرگودھا برائے گوجرانوالہ	۵¾	۱۰½	۱۵¼							

نوریت کا استعمال دو چار دن میں دھند خارش پانی بہنا اور ککروں کو دور کر کے بینائی کو تیز کرتا ہے ”حمید فارمیسی ربوہ“